رسائل و مسائل

مسائلِ عشر پر مزید بحث

سوال: ترجمان القرآن جلد ۶۶-جنوری ۱۹۶۷ء میں "عشر کے چند مسائل" کے زیرِ عنوان سوالات کے جواب سے مکمل رہنمائی نہیں ہوئی۔ جواب میں ایک جگہ درج ہے: "ہند و پاکستان کی زمینوں کے عشری یا خراجی ہونے کے مسئلے پر اگرچہ بحث ہوتی رہتی ہے لیکن اس دیار کے مستند علماء کا جن میں حنفی اور اہلحدیث سب شامل ہیں، فتویٰ یہی ہے کہ مسلمانوں کی اراضی پر عشر ادا کرنا زیادہ صحیح اور محتاط مسلک ہے۔"

یہ بات بہت مجمل اور مبہم ہے۔ کسی متعین عالمِ دین کا متعین فتویٰ نقل نہیں کیا گیا۔ مملکتِ پاکستان بن جانے کے بعد ہند و پاکستان کی زمینوں کو ایک سطح پر لا کر بحث کرنا صحیح نہیں ہوگا

(بقیہ: اسلامی قانونِ تعزیرات)

نفس ہی سے صادر ہو سکتی ہے اور ایسا مجرم سخت عذاب کا مستحق ہوتا ہے تاکہ جان و مال اور امن و امان اور معاشرے کے نظم کی حفاظت کی جا سکے۔ اسی بنا پر ان کے لیے قتل، سُولی، قطعِ اعضاء اور جلا وطنی جیسی سخت سزائیں ہی معقول ہو سکتی ہیں جو ان کے جُرم کی نوعیت کے مناسبِ حال ہیں اور ایسی ہی سزائیں لوگوں کو آئندہ ارتکابِ جُرم سے روک سکتی ہیں۔ لیکن جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں، باغیوں کے اغراض و مقاصد اس سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ ان کی نوعیت سیاسی ہوتی ہے، اور اپنے عقیدے کے مطابق وہ اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور انہیں دین اور حکومت کی سربلندی مطلوب ہوتی ہے۔ لہٰذا اغراض و مقاصد کے اختلاف کی وجہ سے احکام میں بھی اختلاف ہونا لازم ہے۔

کیونکہ دونوں ممالک میں زمینوں کی ملکیت اور قبضے کی کیفیت بالکل بدل چکی ہے، لہٰذا تبدیلیٔ حالات کے نظریہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

دوم، علما میں اختلاف کی بنا پر ہی آپ سے رجوع کیا گیا ہے تاکہ تسلی بخش اور ٹھوس جواب مل سکے۔

چند ایک مقامات پر مسئلہ کے بیان میں قدرے تضاد بھی پایا جاتا ہے جسے دُور کرنا نہایت ضروری ہے۔ ایک مقام پر کہا گیا ہے کہ "ہر مسلمان حکمران جو بھی زرعی محصول وصول کرے اسے شرعاً عشر یا خراج کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ عشر یا خراج کی تعریف میں صرف وہی ٹیکس آ سکتا ہے جو اسلامی نظام حکومت کے زیر اہتمام اسی نیت کے ساتھ اور انہی قواعد و مقاصد کے تحت لیا اور دیا جائے جو شریعت میں عشر و خراج کے لیے مقرر ہیں۔ زمین پر جو رائج الوقت مالیہ عاید کیا جاتا ہے، اس میں عشر یا خراج کا کوئی بعید ترین تصور بھی کارفرما نہیں ہے"۔ اسی بحث میں دوسری جگہ طریقِ وصولی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے: "ہاں، عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار میں سے مالیہ وضع ہو سکتا ہے"۔ ساتھ ہی فقہائے حنفیہ کا مسلک بتلاتے ہوئے اخراجاتِ کاشت کو عشر نکالتے وقت پیداوار سے کم نہ کرنے پر بھی عمل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اگر عشر نکالنے سے پہلے پیداوار میں سے مالیہ وضع ہو سکتا ہے، تو کاشت کے اخراجات کیوں وضع نہیں ہو سکتے؟

ایک جگہ احتیاط اور اتقا کا تقاضا بیان کرتے ہوئے مسلمان صاحب پیداوار پر ہر حال میں عشر کی پابندی لازم قرار دی ہے۔

التماس ہے کہ اس مسئلہ پر غور فرما کر صحیح رہنمائی فرمائیں۔

جواب: آپ نے ترجمان میں شائع شدہ جواب پر جو معارضات وارد کیے ہیں ان پر مزید گزارشات درج ذیل ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد ہندو پاکستان کی زمینوں کو ایک سطح پر لا کر بحث کرنا صحیح نہ ہوگا کیونکہ دونوں ممالک کی ملکیت کی کیفیت بدل چکی ہے۔ آپ نے یہ واضح نہیں کیا کہ

تقسیم کے بعد بھی جو زمینیں مسلمانوں کی ملک قرار پائی ہیں، ان میں وہ کونسی تبدیلی واقع ہوئی ہے جو احکامِ عشر میں تغیر کا باعث ہو سکتی ہے۔ میں نے تو ہندو پاکستان کا لفظ محض اس لیے استعمال کیا ہے کہ تقسیم سے قبل بہرحال یہ ایک ملک تھا، اس میں بسنے والے مسلمانوں کے مسائل بیشتر مشترک تھے اور ان میں رہنمائی کے لیے وہ بالعموم ایسے علماء سے رجوع کرتے تھے جن کی آرا پر پورے برصغیر میں اعتماد کیا جاتا تھا۔ اس طرح کی آرا سے استفادہ تقسیم کے بعد بھی کیا جا سکتا ہے، الّا یہ کہ وہ کسی ایسے مسئلے سے متعلق ہوں جس کی نوعیت اب بنیادی طور پر بدل چکی ہو۔ پاکستان کے قیام کے بعد جو زمینیں مسلمانوں کی ملک میں ہیں، میرے نزدیک ان پر عشر کا وجوب پہلے سے بھی زیادہ شک و شبہ سے بالاتر ہو گیا ہے، کیونکہ کسی خطۂ زمین میں ایک آزاد مسلم مملکت کے وجود میں آنے کے وقت جو اراضی مسلمانوں کی مملوکہ ہوں ان پر عشر لامحالہ واجب ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کی زرعی زمینوں پر عشر کے معاملے میں جس بحث و اختلاف کا ذکر میں نے کیا ہے، اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا اور نہ اس سے میرا یہ مدعا تھا کہ جو شخص چاہے عشر دے دے اور جو شخص چاہے اختلاف کا سہارا لے کر عشر کی ادائیگی سے انکار کر دے۔ تھوڑا بہت اختلاف تو ہر مسئلے میں ہو سکتا ہے لیکن آخری رائے قائم کرتے وقت بہرحال دیکھا یہی جاتا ہے کہ مستند علماء کی اکثریت کا مسلک کیا ہے اور دلائل کس جانب زیادہ قوی اور راجح ہیں۔ ان امور کی وضاحت سے میرا سابق جواب خالی نہیں ہے، اگرچہ بحث میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ تاہم آپ نے چونکہ آراء کی تفصیل طلب کی ہے اس لیے میں چند علماء کی آرا پیش کرتا ہوں:

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی ایک کتاب "اسلام کا نظام اراضی" حال ہی میں تین سال قبل شائع ہوئی ہے۔ اس میں صفحہ ۱۶۳ پر وہ لکھتے ہیں:

"غیر مسلموں کی متروکہ زمینیں جو حکومتِ پاکستان نے مسلم مہاجرین میں تقسیم کیں، یہ سب زمینیں عشری ہیں۔ پاکستان بننے سے پہلے خواہ ان کی کچھ بھی حیثیت ہو، کیونکہ بنائے پاکستان اور دونوں حکومتوں کے معاہدۂ تبادلۂ جائداد کے بعد یہ سب اراضی بیت المال کے حکم میں داخل ہو کر حکومت کی تقسیم کے ذریعے مسلمانوں کی ملکِ ابتدائی بن گئیں اور مسلمانوں کی زمینوں پر عشر ہی لگانا چاہیے۔ اس لیے یہ سب عشری ہیں۔ اسی طرح وہ زمینیں جو پاکستان قائم ہونے سے پہلے غیر آباد تھیں، کسی شخص کی ملکیت میں

داخل نہیں تھیں۔ بعد میں حکومت نے ان میں پانی پہنچانے کے ذرائع مہیا کیے، ان کو آباد کیا اور مسلمانوں کو بقیمت یا بلاقیمت تقسیم کیا۔ یہ سب زمینیں بھی چونکہ ابتدائی ملکیت مسلمانوں کی ہوگی اس لیے عُشری قرار دی جائیں گی۔"

پھر آگے صفحہ ۱۶۹ پر لکھتے ہیں:

"جس خطّے میں جو زمینیں مسلمان زمینداروں کے مالکانہ قبضہ میں نسلاً بعد نسلٍ چلی آتی ہیں ان کی ملکیّت کو صرف اس بنیاد پر مشتبہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس علاقہ کی ابتدائے فتح کے وقت غیر مسلم مالکان کا قبضۂ مالکانہ بدستور قائم رکھا گیا تھا۔"

صفحہ ۱۷۰ پر مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اوّل دیوبند کے دو فتوے نقل کیے گئے ہیں۔ پہلا یہ ہے:

"ہندوستان میں جو اراضی مملوکۂ مسلمین ہیں وہ عشری ہیں کیونکہ اصل وظیفہ مسلمانوں کی زمین کا عشر ہے۔ پس بحالتِ اشتباہ اَحوَط عشر نکالنا ہے"

دوسرا فتویٰ یوں ہے:۔

"ہندوستان کی تمام زمینوں کا ایک حکم نہیں ہے، البتہ جو زمین مملوکۂ مسلمین ہے اس میں عشر واجب ہے، مسلمانوں کو عشر نکالنا چاہیے۔"

اس کے بعد صفحہ ۱۸۲ پر مفتی محمد شفیع صاحب نے عنوان قائم کیا ہے "سرکاری مالگزاری ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوگا۔" اس کے تحت لکھتے ہیں:

"اگر حکومت مسلم لوگوں سے زکوٰۃ اور عشر و خراج اسی نام سے اسی کے اصول شرعیہ کے موافق وصول کرے اور انہی کے مصارف پر خرچ کرنے کی پابندی کا اعلان کرے تو یہ زکوٰۃ یا عشر جو حکومت مُسلمہ کو دیا جائے گا، وہ شرعاً زکوٰۃ اور عشر ہی میں شمار ہوگا۔ . . . لیکن حکومتِ پاکستان اس وقت تک مسلمانوں سے جو ٹیکس وصول کرتی ہے، نہ وہ زکوٰۃ کے اصول پر وصول کیا جاتا ہے، نہ زکوٰۃ کے نام سے لیا جاتا ہے، نہ زکوٰۃ کے مصارف میں صرف کرنے کی حکومت پابندی قبول کرتی ہے۔ اسی طرح زمینوں کی جو سرکاری

مالگزاری وصول کرتی ہے حکومت اس کو بھی عشر اور خراج کے شرعی اصول کے ماتحت وصول نہیں کرتی، نہ عشر و خراج کہہ کر وصول کرتی ہے، نہ اس کے مصارف میں صرف کرنے کی پابندی کا کوئی اعلان حکومت کی طرف سے ہے۔ اس لیے حکومت مسلمہ کے انکم ٹیکس یا زمین کی سرکاری مالگزاری ادا کر دینے پر بھی زکوٰۃ اور عشر کے فرائض سے سبکدوشی نہیں ہوتی۔"

اس کے بعد مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا بھی ایک فتویٰ درج ہے۔ ان کے سامنے بعض علماء کی آراء پیش کی گئی تھیں کہ سرکاری مالگزاری ادا کرنے سے عشر ادا ہو جاتا ہے اور دریافت کیا گیا تھا کہ قولِ مضبوط آپ کے نزدیک کونسا ہے۔ مولانا تھانویؒ نے جواب میں فرمایا تھا: "ہم کو تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ادا نہیں ہوتا جیسے انکم ٹیکس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ باقی ان حضرات کے ارشاد کا مبنیٰ معلوم نہیں"۔ یہی رائے آگے مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی بھی نقل کی گئی ہے۔

مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی، علم الفقہ، جلد چہارم ص۳۸ پر فرماتے ہیں: "سرکاری مالگزاری جو دی جاتی ہے، یہ عشر میں محسوب نہیں ہو سکتی، کیونکہ عشر کے مصارف میں صرف نہیں کی جاتی۔ پس اس کے دینے سے عشر ساقط نہ ہوگا۔"

مولانا محمد امجد علی صاحب قادری، جو مولانا احمد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید ہیں، وہ اپنی کتاب "بہارِ شریعت" حصہ پنجم صفحہ ۸۴ پر فرماتے ہیں:

"زمین تین قسم ہے (۱) عشری (۲) خراجی (۳) نہ عشری نہ خراجی۔ اوّل اور سوم دونوں کا حکم ایک ہے، یعنی عشر دینا۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہ سمجھی جائیں گی۔ جب تک کسی خاص زمین کی نسبت خراجی ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہولے۔"

پھر صفحہ ۸۵ پر فرماتے ہیں:

"گورنمنٹ کو جو مالگزاری دی جاتی ہے، اس سے خراج شرعی ادا نہیں ہوتا بلکہ وہ مالک کے ذمّے ہے، اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔"

اب میں آخر میں مولانا سیّد محمد نذیر حسین صاحب دہلوی کے فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل صفحہ ۴۹۴ کی ایک

عبارت نقل کروں گا۔ مولانا موصوف اہلحدیث حضرات کے ہاں شیخ الکل شمار کیے جاتے ہیں۔ عبارت درج ذیل ہے:۔

"اور واضح ہو کہ ہر زمین کی پیداوار میں عشر یا نصف عشر جیسی صورت ہو لازم ہے بشرطیکہ مالک پیداوار مسلمان ہو اور پیداوار نصاب کو پہنچی ہو، خواہ زمین خراجی ہو یا عشری اور خواہ زمین مالکِ پیداوار کی مملوک ہو یا نہ ہو، ہر حالت میں عشر یا نصف عشر لازم ہے، اس واسطے کہ ادلّہ وجوب عشر و نصف عشر عام ہیں ۔ ۔ ۔" (کتبہ محمد عبدالرحمٰن المبارکپوری عفا اللہ عنہ)

آپ نے میرے تضادات کی طرف جو اشارہ کیا ہے، اسے میں پوری طرح سمجھ نہیں سکا۔ مالیہ کے متعلق میں نے یہی کہا ہے کہ وہ عشر یا خراج کا قائم مقام نہیں ہے، اس لیے کوئی شخص مالیہ ادا کر کے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے مالیے کی صورت میں عشر یا خراج ادا کر دیا۔ اور فقہائے حنفیہ کا مسلک میں نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ عشر نکالنے سے پہلے اخراجات کاشت کو پیداوار میں سے وضع کرنا صحیح نہیں سمجھتے ــــــــــــــ

ــــــــــــــ البتہ مالیہ کا معاملہ عام اخراجات کاشت سے اس وجہ سے مختلف ہے کہ یہ اُس دَور میں موجود نہ تھا جب کہ فقہائے حنفیہ نے اخراجات وضع نہ کرنے کا فتویٰ دیا تھا۔ مزید برآں ایک لحاظ سے مالیہ اخراجات کاشت کے بجائے ایک زرعی ٹیکس ہے۔ کیونکہ اخراجات کاشت سے مراد وہ اخراجات ہیں جن کا مقصد اصلاح زمین اور حصولِ پیداوار ہوتا ہے۔ اس لیے عشر کا حساب کرنے سے پہلے پیداوار کی مالیت میں سے اگر کوئی شخص مالیہ وضع کر لے اور بعد میں عشر نکالے تو مضائقہ نہیں۔ یہ تنہا میری رائے نہیں، بلکہ بعض علماء نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ تاہم اگر آپ چاہیں تو اسے رد کر دیں اور اچھا ہے کہ پوری پیداوار پر مالیہ منہا کیے بغیر عشر دیں۔ اس میں غریبوں کا زیادہ فائدہ ہے اور احکام شریعت میں جتنی زیادہ احتیاط برتی جائے پسندیدہ ہے۔